امام بقی بن مخلد قرطبیؒ

اُندلس کے مایۂ ناز محدث اور مفسر، جن کی علمی خدمات کی وجہ سے اُندلس میں حدیث کی اشاعت ہوئی اور علمِ حدیث پورے اُندلس میں پھیلا ——— !!

امام بقی بن مخلد اُندلس کے مشہور محدث اور مفسر تھے، جن کی بدولت پورے اُندلس میں علمِ حدیث کی نشر و اشاعت ہوئی۔ امام بقی بن مخلد کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے ۲۸۴ اساتذہ و شیوخ سے ملاقات کی اور ان سے حدیث سُنی۔ امام بقی بن مخلد قرآن و حدیث کے متبحر عالم تھے ان کی تفسیرِ قرآن بہترین علمی نکات پر مشتمل تھی، جبکہ دوسری تصنیف مسند بقی بن مخلد ہے ان کی ایک تصنیف وہ ہے، جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعینِ عظامؒ کے فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں۔

نام و نسب

امام بقی بن مخلد قرطبی کی کنیت ابو عبدالرحمان تھی اور شیخ الاسلام لقب تھا۔ سلسلۂ نسب اس طرح ہے۔ بقی بن مخلد بن یزید[1]

ولادت

۲۱ رمضان المبارک ۲۰۱ھ اُندلس کے مشہور شہر اور اسلامی علوم و فنون کے مرکز قرطبہ میں پیدا ہوئے[2] یہ اندلس کی تاریخ کا سنہری دور تھا۔ اُندلس اس زمانے میں عباسی دربار سے آزاد ریاست تھی، اور قرطبہ اسلامی علوم و فنون کا مرکز تھا۔ ہر طرف کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چشمے جاری تھے[3]

---

[1] تاریخ ابن عساکر ج ۳ ص ۲۷۷

[2] سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۲۸۵

[3] تاریخ علماء الاندلس ج ۲ ص ۹۲

ابتدائی تعلیم

امام بقی بن مخلد نے تعلیم کا آغاز قرطبہ سے کیا اور قرطبہ کے مشہور محدث فقیہ امام محمد بن عیسٰی المعافریؒ سے استفادہ کیا۔ امام محمد بن عیسٰی کا شمار قرطبہ کے چوٹی کے علماء میں ہوتا تھا۔ روایت و آثار کے عالم تھے۔[1]

طلبِ علم کے لئے سفر

امام بقی بن مخلد نے اندلسی علماء سے تحصیلِ علم کے بعد مغرب و مشرق کے اکثر شہروں کا سفر کیا۔ آپ نے حرمین شریفین، مصر، شام، جزیرہ۔ جلوان، کوفہ، بصرہ، واسطہ، خراسان، عدن اور قیروان کے اساتذہ سے اکتسابِ فیض کیا۔ مؤرخین اور اربابِ سیر نے آپ کو "ذو رحلۃ واسعۃ" یعنی "کثیر الاسفار" لکھا ہے۔

امام بقی بن مخلد کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ بعض مؤلفین سے ان کی تالیفات کی اجازت براہِ راست حاصل کی، جیسا کہ بصرہ کے مشہور محدث اور مورخ خلیفہ بن خیاط (م ۲۴۰ھ) سے ان کی کتب "الطبقات" اور "التاریخ" کی اجازت لی۔[2] اسی طرح کوفہ میں امام ابوبکر بن شیبہ (م ۲۳۵ھ) سے ان کی کتاب "مصنف" کی اجازت حاصل کی۔[3]

اساتذہ و شیوخ

امام بقی بن مخلد نے تقریباً ۲۸۴ اساتذہ و شیوخ سے استفادہ کیا۔ آپ کے اساتذہ میں ایسے شیوخ بھی شامل تھے، جن کو امام مالکؒ (م ۱۷۹ھ) امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) اور امام سفیان بن عیینہؒ (م ۱۶۳ھ) سے شرفِ تلمذ حاصل تھا۔ بلکہ آپ کے اساتذہ میں امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) بھی شامل ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ کی خدمت میں ان کی حاضری کا واقعہ بہت دلچسپ ہے اس واقعہ کو حافظ شمس الدین ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے سیر اعلام النبلاء میں درج کیا ہے۔ واقعہ اس طرح ہے:

عبدالرحمان بن بقی بن مخلد نے اپنے باپ سے روایت کی ہے، اس نے امام بقی بن مخلد سے سنا کہ: "میں نے مکہ سے بغداد کا سفر کیا، تاکہ امام احمد بن حنبلؒ سے ملاقات کر لوں۔ جب میں بغداد کے قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ امام صاحب اس وقت سخت امتحان اور آزمائش میں ہیں اور کسی

---

[1] تاریخ علمائے الاندلس ج ۲ ص ۹۳

[2] تاریخ علماء الاندلس ج ۲ ص ۹۲

[3] تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۶۶، و تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۲۷۲

کو ان سے ملاقات کی اجازت نہیں۔ اس بات کا مجھے بے حد صدمہ ہُوا۔ بغداد میں داخل ہو کر وہاں ایک سرائے میں کرائے پر جگہ لے لی اور پھر جامع مسجد چلا گیا، تاکہ لوگوں سے مل بیٹھوں۔ میں ایک حلقۂ علمی میں چلا گیا، دیکھا کہ ایک آدمی "رجال" کے بارے میں درس دے رہا ہے۔ جب کسی نے بتایا کہ یحییٰ بن معین ہیں، تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ میں نے عرض کی "آپ احمد بن حنبل کے بارے میں فرمائیں کہ وہ کس پایہ کے آدمی ہیں؟" انہوں نے مجھے حیرت سے دیکھا اور کہا کہ "ہم جیسے لوگ احمد بن حنبل کے بارے میں کیا کہیں، وہ تو امام المسلمین ہیں، اس وقت کے مسلمانوں میں بہتر اور افضل شخصیت"! میں وہاں سے سیدھا احمد بن حنبل کے مکان کی تلاش میں نکل گیا۔ مکان معلوم کر کے دروازے پر دستک دی۔ امام صاحب تشریف لائے تو میں نے عرض کی، "ابو عبداللہ مَیں بہت دُور سے آیا ہوں اور اس ملک میں یہ میری پہلی آمد ہے۔ میں آپ سے حدیث و سنّت حاصل کرنا چاہتا ہوں، اس لیے آپ کے ہاں حاضر ہوا ہوں"۔ انہوں نے کہا، "دہان خانے کے اندر آجایئے۔ لیکن خیال رکھیئے کہ کوئی آپ کو دیکھ نہ لے"۔ جب میں اندر گیا تو امام صاحب نے پوچھا، "آپ کہاں سے آئے ہیں؟" مَیں نے جواب دیا، "مغربِ اقصیٰ سے!" انہوں نے کہا، "افریقہ سے؟" میں نے کہا کہ "میرا ملک اندلس ہے، سمندر پار کر کے پھر ہم افریقہ میں داخل ہوتے ہیں"۔ امام صاحب نے کہا، "یقیناً آپ بہت دور سے آئے ہیں اور آپ جیسے آدمی کے کام سے مجھے زیادہ کوئی کام پسند نہیں۔ تاہم آج کل میں ایک امتحان میں ہوں، شاید آپ کو اس کا علم ہو چکا ہو گا"؟ میں نے کہا، "ہاں مجھے معلوم ہُوا ہے، البتہ یہاں پر چونکہ میں نووارد ہوں اور شخصی طور پر کوئی مجھے جانتا نہیں، اس لیے اگر آپ اجازت دیں تو میں روزانہ سائل کی حیثیت سے آؤں گا۔ آج ہی کی طرح آپ کے گھر کے سامنے آواز لگاؤں گا، باہر تشریف لاکر اگر آپ مجھے روزانہ ایک حدیث پڑھاتے رہیں گے، تو میرے لیے کافی ہو گا"۔ امام صاحب نے فرمایا، "بالکل ٹھیک ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ آپ کسی کو بتائیں گے نہیں"۔ میں نے کہا، "یہ شرط مجھے منظور ہے"۔

میں روزانہ چھڑی لے کر ایک میلا کپڑا سر پہ باندھتا اور امام صاحب کے دروازے پر آکر زور سے چیختا: "الاجر رحمك الله!" جو اس وقت کے سائلوں کا نعرہ ہوتا تھا۔ وہ نکلتے اور مجھے دو تین حدیثیں یا اس سے زیادہ سناتے۔ میں نے اس طریقہ کی پابندی کی، حتّٰی کہ امام صاحب

پر پابندی لگانے والے شخص کا انتقال ہوگیا۔"[1]

اُندلس کو واپسی

حجاز و بغداد میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد امام بقی بن مخلد واپس اُندلس تشریف لے گئے۔ تاہم اپنے ساتھ روایت و درایت کے ایسے ذخیرے لے گئے، جن کی آپ نے مصنّفین سے براہِ راست اجازت حاصل کی تھی۔ یہاں احادیث و روایات کی نشر و اشاعت عام کی حتیٰ کہ سرزمینِ اُندلس کو ان سے معمور کر دیا۔ جیسا کہ حافظ ابنِ عساکرؒ لکھتے ہیں :

"رجع الی الاندلس فملأها علیها"۔[2]

یعنی اُندلس واپس آکر اس کو علوم سے مملو کر دیا۔

ابنِ عساکرؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ نے اندلس میں متعدد اہم اور امہات الکتب کو متعارف کرایا اور ان کے ذریعے علمِ حدیث کو پھیلایا۔ الفاظ یوں ہیں :

"کتب المصنفات الکبائر وادخلها الاندلس ونشر بها علم الحدیث"۔[3]

امام بقی بن مخلد جو کتابیں اپنے ہمراہ اندلس لے گئے، مؤرخ ابن الفرضی نے اس کی فہرست "تاریخ علماء الاندلس" میں درج کی ہے۔ ابن الفرضی لکھتے ہیں :

"امام بقی بن مخلد مصنّف ابنِ ابی شیبہ، کتاب الفقہ (الامّ) لامام محمد بن ادریس شافعیؒ، کتاب التاریخ، کتاب الطبقات خلیفہ بن خیاط، اور سیرۃ عمر بن عبدالعزیز اموی کو اُندلس لائے اور اہلِ اندلس کو ان سے متعارف کرایا۔"[4]

جب امام بقی بن مخلد اُندلس واپس آ گئے اور اپنی خداداد صلاحیت اور قابلِ اعتماد علوم کی روشنی میں انہوں نے روایات کے مطابق فتویٰ دینا شروع کیا، تو اس سے اُندلس کے علماء و مشائخ کے درمیان ایک ہنگامہ برپا ہوگیا اور رفتہ رفتہ یہ بات امیرِ اندلس محمد بن عبدالرحمان بن الحکم تک پہنچ گئی۔ اُس نے امام بقی بن مخلد اور معترضین کو اپنے دربار میں بلایا۔ پھر خود

---

[1] سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۲۹۳

[2] تاریخ ابنِ عساکر ج ۳ ص ۲۷۹

[3] ایضاً ص ۲۷۹

[4] تاریخ علماء الاندلس ج ۲ ص ۱۰۸، ۱۰۹

ان کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ کیا، جو امام صاحب اپنے ساتھ لائے تھے۔ امیر نے حکم دیا کہ آپ جس طرح چاہیں فتویٰ دیں، آپ کو کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہے۔ نیز کہا کہ اپنے ساتھ لائی ہوئی کتابوں کی نقول شاہی کتب خانہ کے لیے تیار کروائیں۔

حافظ شمس الدین ذہبی (م ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں کہ امیر اندلس نے امام بقی بن مخلد سے کہا:

"انشر علمك وارو ماعندك واجلس للناس ينتفعوا بك"[1]

"اپنے علم کو پھیلایئے۔ جو علم آپ کے پاس ہے، اس کی روایت کرتے رہیں۔ اور لوگوں کے لیے بیٹھیں، تاکہ وہ آپ کے علم سے نفع حاصل کریں۔"

حدیث میں درجہ و مرتبہ

امام بقی بن مخلد نے حدیث میں مہارتِ تامہ حاصل کی اور اس قدر کمال حاصل کیا کہ ان کا شمار اکابر محدثینِ کرام میں ہونے لگا۔ محدثینِ کرام نے حدیث میں ان کی بالغ نظری کا اعتراف کیا ہے اور ان کو "بالغ فی الجمع والروایۃ" لکھا ہے (یعنی حدیث کی روایت و تحریر میں ان کو بڑا انہماک تھا)

تفقہ و اجتہاد

امام بقی بن مخلد حفظ و ضبط، صدق و ثقاہت، تفقہ و اجتہاد میں بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ کسی خاص امام یا مذہب کے پابند نہ تھے، بلکہ خود مجتہد، فقیہ اور صاحبِ اختیارات تھے۔ حافظ ذہبیؒ اور علامہ ابنِ عساکرؒ لکھتے ہیں:

"وكان مجتهداً متخيّراً لا يقلّد احداً"[2]

یعنی وہ مجتہد، صاحبِ اختیارات اور کسی امام کے مقلّد نہ تھے۔

علم و فضل کا اعتراف

امام بقی بن مخلدؒ کے علم و فضل، زہد و ورع، تقویٰ و دیانت اور علمی تبحر کا اربابِ سیر اور محدثینِ کرام نے اعتراف کیا ہے۔

حافظ ذہبی (م ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں کہ:

"بقی بن مخلد امام، قدوۃ، اجل الائمۃ الاعلام عدیم المثال اور یکتائے روزگار تھے"[3]

حق پسندی

حق گوئی و بیباکی میں بہت مشہور تھے اور اس سلسلہ میں کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ بہت متواضع اور خلیق تھے، کسی سائل کو کبھی خالی ہاتھ

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۰۵

[2] تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۰۴، تاریخ ابنِ عساکر ج ۲ ص ۲۷۹

[3] تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۰۵

واپس نہیں کیا۔ مستجاب الدعوات تھے۔ اکثر لوگ ان سے دعا کراتے تھے [۱]

وفات

امام بقی بن مخلد نے ۲۹ رجادی الاخری ۲۷۶ھ کو قرطبہ میں انتقال کیا۔ ان کی نمازِ جنازہ ان کے داماد محمد بن یزید نے پڑھائی اور بنو عباس کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ [۲]

تصنیفات

امام بقی بن مخلد صاحبِ تصانیفِ کثیرہ تھے اور ان کی تصانیف بہت عمدہ تھیں۔ علمائے کرام اور اربابِ سیر نے ان کی تصانیف کی تعریف کی ہے۔

علامہ ابنِ حزم لکھتے ہیں :

"بقی بن مخلد کی تالیفات بے نظیر ہیں۔"

حافظ ذہبی نے امام بقی بن مخلد کی تفسیر اور مسند کی تعریف کی ہے، لکھا ہے کہ یہ دونوں کتابیں بہت عمدہ اور لاجواب ہیں۔

حافظ ابنِ عساکر نے تاریخ ابنِ عساکر میں لکھا ہے کہ امام بقی بن مخلد کی کتابیں بہت عمدہ تھیں، جو ان کی جامعیت، دقتِ نظر، کثرتِ مطالعہ اور وسعتِ معلومات پر شاہد ہیں۔" [۳]

امام بقی بن مخلد کی کتابیں محفوظ نہیں ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ مسیحیت کے سیلاب نے جہاں اندلس پر تباہی مچائی، وہاں یہ علمی ذخیرہ بھی اسی کی نذر ہو گیا۔ تاہم جن کتابوں کے نام معلوم ہو سکے، وہ حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) کتاب التفسیر (۲) مسند بقی بن مخلد (۳) فتاوی صحابہؓ و تابعینؒ و من دونہم

---

[۱] تاریخ ابنِ عساکر ج ۳ ص ۲۷۹

[۲] تاریخ علماء الاندلس ج ۲ ص ۹۳

[۳] تاریخ ابنِ عساکر ج ۲ ص ۲۷۹